بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظـــــــرات

اسے ہماری ادبی تاریخ یا دنیائے ادب کا ایک المیہ ہی کہا جائے گا اگر آج ہم اپنے ادب میں اسلامی یا دینی رجحانات کو موضوع بحث بنانے کی نچلی سطح پر اتر آئیں اور ادب میں اسلامی رجحانات کو تلاش کرنے کی سعی کریں ۔ ورنہ اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے خود کو عصر حاضر کے غلط پروپگنڈوں سے دور رکھ کر ادب کی حقیقت و ماہیت یا اس کی اصل روح کو سامنے رکھیں اور غور کریں تو اس نتیجے پر پہنچنے میں ہمیں دیر نہیں لگے گی کہ ادب اور دین یا ادب اور اسلام کا چولی دامن کا ساتھ ہے، کل بھی رہا ہے اور آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا ۔ اس لیے کہ اسلام اور اسلام کے حامل آسمانی صحائف نہ صرف یہ کہ وہ خود ادبی شاہکار ہیں بلکہ وہ ادب عالیہ اور مثالی ادب کے اولین سرچشمے اور کامل نمونے ہیں مواد اور مضامین کے اعتبار سے بھی اور ہیئت اور اسلوب کے اعتبار سے بھی ۔ میں جب اسلام کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو میرے نزدیک دین یا مذہب کا وہ محدود تصور نہیں ہوتا جو زمان و مکان کے دائرے میں وقتی ہنگامی اور مقامی تعبیرات کا آئینہ دار ہوتا ہے ۔ بلکہ میرے پیش نظر اس کا ازلی اور ابدی تصور ہوتا ہے ۔ آج یہ حقیقت بھی ہماری نگاہوں سے تقریباً اوجھل ہو چکی ہے اور اس کا ادراک بہت کم لوگوں کو ہے کہ اس دنیا کے پہلے انسان سے لیکر آخری انسان تک سب کا سچا دین جس کو ان کے پیدا کرنے والے نے ان کے لئے بنایا ہے اور قائم کیا ہے وہ اسلام ہے ۔ دینی تاریخ سے باخبر افراد اس کی گواہی دیں گے ۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ آدم علیہ السلام کا دین بھی اسلام تھا آدم علیہ السلام کے بعد تمام انبیاء کا دین بھی اسلام

تھا ۔ آخری نبی کا دین بھی اسلام تھا اور آخری نبی کے بعد اس کی وساطت سے قیامت تک تمام بنی نوع انسان کا دین بھی اسلام ہے۔

چونکہ ادب انی مجرد صورت اور اصلی شکل میں اسلام ھی کا ایک حصہ ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ دنیا میں پائی جانے والی ہر اچھی بات یا اچھائی کی طرح ادب بھی اسلام ھی کی دَین ہے اس لئے اس کا منطقی نتیجہ یہی نکل سکتا ہے کہ سچا اور صحیح ادب خواہ وہ کسی زمانے یا کسی جگہ یا کسی زبان کا کیوں نہ ہو وہ وھی ہے جو اسلامی رجحانات کا نہ صرف آئینہ دار ہو بلکہ اسلامی اثرات کے زیر سایہ پروان چڑھا ہو ۔ ادب کی سیدھی سادی تعریف جو سب کے نزدیک قابل تسلیم ہو یہی ہو سکتی ہے کہ ایک اچھی بات کو اچھے انداز میں کہنے کا نام ادب ہے ۔ خود لفظ «اچھی» کے دو پہلو ھیں ۔ ایک اضافی (سبجیکٹیو) دوسرا معروضی (اوبجیکٹیو) ۔ اس کے اضافی مفہوم اور تصور میں اختلاف کی گنجائش ہے اس میں ایک انسان دوسرے انسان سے مختلف نقطہ نظر رکھ سکتا ہے مگر اس کا معروضی مفہوم ایک اور صرف ایک ، ناقابل تغیر اور غیر اختلافی ہے ۔ اور یہ وہ تصور ہے جس کا تعلق فانی مخلوق انسان سے نہیں بلکہ غیر فانی ، خالق خدا کی ذات سے ہے ۔ وہ خود اچھا ہے اور تمام اچھی باتوں کا سرچشمہ ہے ۔ اللہ جمیل و ھو یحب الجمال۔ اسی بات کو غالب نے اپنے خاص انداز میں یوں کہا ہے ۔

دھــــر جــز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں

یہ دنیا اجتماع ضدین سے وجود میں آئی ہے ۔ یہاں ہر چیز کے ساتھ خواہ وہ چیز مادی ہو یا غیر مادی اس کے ساتھ اس کی ضد بھی لگی ہوئی ہے ۔ خدا خود ہے تو شیطان کو بھی اذن عام ملا ہوا ہے ۔ خیروشر دونوں کا پیدا کرنے والا وھی خالق کل ہے ۔ مگر ان میں سے ایک خدا کو پسند ہے دوسرا ناپسند ۔ اور

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک انسان کے حق میں مفید اور بہتر ہے تو دوسرا مضر اور بدتر۔ اس میں خدا کی اپنی کوئی مصلحت یا فائدہ نہیں ۔ فائدہ اس کے پیش نظر انسان ھی کا ہے۔

ادب بھی انسان کے فطری تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے مگر ادب کا وھی تصور انسانی فطرت سے ہم آھنگ کہا جائے گا جو اس کو اس کے مقامِ انسانیت سے گرانے کی بجائے اس کو اونچا اٹھائے ۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے ھمارے پاس ایسا معیار جس میں اختلاف کی گنجائش نہ ھو صرف ایک ہے اور وہ ہے خدا کی پیدا کی ھوئی مثبت اقدار نہ کہ منفی اقدار اور جس کا تعین ھم صرف دینی ھدایات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کر سکتے ھیں ۔ میری اب تک کی گفتگو کا ماحصل یہ ہے اور میں اس بات کو بہ تکرار دعوے کے ساتھ باصرار کہنے کو تیار ھوں کہ ادب اپنے اضافی تصور کے اعتبار سے نہیں معروضی تصور کے اعتبار سے وھی ھوسکتا ہے جو دین اسلام کے زیر اثر وجود میں آیا ھو۔ اس سے ھٹ کر جو ادب ھوگا وہ نام نہاد ادب،ادب نہیں بےادبی کی ایک قسم ھوگا ؟ جس کا نام ادب رکھ لیا گیا ھوگا ۔ نام کا کیا ہے۔ کچھ بھی رکھ لیجئے ۔ اور آج کی دجل اور مکرو فریب سے بھری ھوئی اس دنیا میں تو یہ چلن عام ہے کہ جنون کا نام خــرد رکھ دو اور خرد کا نام جنون رکھ دو اور جو چاھو کرتے پھرو۔

خــرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خــرد
جو چاھے آپ کا حُسن کرشمـــــہ ساز کرے

آخر یہ نرالا دستور بھی تو اسی دنیا کا ہے جس میں ھم اور آپ رھتے ھیں کہ

برعکس نہند نامِ زنگی کافـور

کالے کلوٹے حبشی کا نام کوئی کافور رکھ دے تو کسی کی مجال ہے جو اسے روک سکے۔ لیکن اس نام رکھ دینے سے کالا گورا نہیں ھو سکتا وہ کالا ھی رھے گا ۔